حضرت امام العصر علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ اور اُن کی تصانیف

محدث العصر حضرت علامہ سید محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ

’’مولانا سید محمد از ہر شاہ قیصرؒ نے امام العصر علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح، حالات اور خدمات سے متعلق مضامین پر مشتمل ’’حیاتِ انورؒ ‘‘ کے نام سے ایک کتاب ترتیب دی تھی، جو آج سے تقریباً چالیس سال قبل انڈیا میں شائع ہوئی تھی، زیرِنظر مضمون اسی کتاب کا حصہ ہے، جس میں محدث العصر علامہ محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ نے امام العصر علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف کا تعارف کرایا ہے۔ افادیت کے پیشِ نظر قارئینِ بینات کی نذر کیا جارہا ہے۔‘‘ (ادارہ)

علمی دنیا کی تاریخ میں یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ کسی شخص کے ذاتی کمالات وعلوم کے لیے یہ ضروری نہیں کہ دنیا اُن کے کمالات سے واقف بھی ہوجائے۔ اللہ تعالیٰ کی اس عظیم مخلوق میں اور اللہ تعالیٰ کی اس وسیع سرزمین میں کتنی ایسی ہستیاں گزری ہوں گی جن کا صحیح اندازہ کسی کو نہ ہوا ہو۔ اور یہ بھی ایک مسلَّم امر ہے کہ کوئی شخص تصانیف کی محض عددی کمیت واکثریت کی بنا پر علامۂ عصر بن جائے ایسا نہیں ہوسکتا۔ علماء اسلام کے علمی سمندر میں کثرت سے ایسے بیش بہا موتی موجود ہیں جو کبھی کسی تاجِ مُرَصَّع کی زینت نہیں بنے۔ قدرت کی معدنی کائنات میں ایسے بے بہا جواہرات موجود ہیں کہ ’’کوہِ نور‘‘ نامی ہیرے اس کی چمک وتابانی کے سامنے ماند پڑ جائیں: ’’وَإِنْ مِّنْ شَيْءٍ إِلَّا عِنْدَنَا خَزَائِنُهٗ وَمَا نُنَزِّلُهٗ إِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ۔‘‘ (الحجر:۱۲)

حافظِ حدیث امام تقی الدین ابن دقیق العید رحمۃ اللہ علیہ جیسے محققِ عصر جن کے متعلق حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: اُمتِ محمدیہ میں ایسا دقیق النظر محدث نہیں گزرا، اگر ان کی کتاب ’’الأحکام‘‘ یا ’’کتاب الإمام شرح الإلمام ‘‘ کی ناتمام نقول کتابوں میں نہ ہوتیں تو شاید موجودہ نسل کو ان کے کمالات کا کچھ علم بھی نہ ہوتا۔ کیا کوئی گمان کرسکتا ہے کہ شیخ جلال الدین سیوطی مصریؒ اپنی

کثرتِ مصنفات کی وجہ سے ابن دقیق العیدؒ جیسے محققِ روزگار سے سبقت لے جائیں گے؟!

بسا اوقات دفترِ تاریخ کی ورق گردانی سے بھی اس کا پورا اندازہ لگانا مشکل ہوتا ہے، معاصرین فیض یافتہ اور چشم دید کمالات کے مشاہدہ کرنے والوں کو جن علمی حقائق کا انکشاف ہوتا ہے ان کے مؤلفات کے صفحات پڑھنے والوں کو پورا احساس بے حد مشکل ہے۔ پھر قدرت کا عجیب نظام ہے کہ علماء امت اور اربابِ ولایت کے مزاج بھی اتنے مختلف ہیں کہ عقلِ نارسا حیران رہتی ہے، کوئی دینی خدمت، تعلیم وارشاد اور افادہ وافاضہ کے پیشِ نظر تالیف وتصنیف میں مشغول نظر آتا ہے، کوئی اصلاح وتربیت کی حرص کی خاطر حلقۂ صحبت واستفادہ کو وسیع کرنے کی فکر میں مصروف ہے، کوئی اللہ تعالیٰ کا بندہ خمول پسندی وتواضع وشہرت سے نفرت کی بنا پر گم نامی کو اپنا شیوۂ امتیاز بنائے ہوئے ہے، نہ نظامِ قدرت کے عجائبات کی انتہاء ہے، نہ کائنات کی نیرنگیوں کا شمار:

رُتَب تقصر الأماني خسر ای		دُونها ما ورائهن وراء

صاحبِ فتح القدیر کے بعد ایسا محدث وعالم اُمت میں نہیں گزرا اور پھر فرمایا کہ: یہ کوئی کم زمانہ نہیں، غالباً موصوف کے الفاظ یہ تھے:

''لم یأت في الأمة بعد الشیخ ابن الھمام مثلہٗ في استشادۃ الأبحاث النادرۃ من الأحادیث ولیست ھذہٖ المدۃ بقصیرۃ۔''

اور حیرت یہ ہوتی تھی کہ کسی موضوع پر جب کچھ تحریر فرمایا ایسا محسوس ہوتا تھا کہ شاید ساری زندگی اسی ایک موضوع کی نذر ہوئی ہے۔

ایک دفعہ ۱۳۴۰ھ میں مولانا حبیب الرحمٰن خان صاحب شیروانی مرحوم حیدرآباد سے دیوبند تشریف لائے تھے، اس وقت مرحوم اُمورِ مذہبی کے صدر الصدور کے عہدے پر فائز تھے۔ حضرتؒ کی زیارت کے لیے قیام گاہ پر تشریف لائے۔ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے مشکلات القرآن کا کچھ تذکرہ فرمایا اور بطورِ مثال سورۂ مزمل کی پہلی آیت میں علماء کو جو علمی اشکال تھا، اس کا ذکر فرما کر اپنی طرف سے ایک ایسی تفسیر بیان کرکے ایسی تحقیق کی کہ وہ مشکل حل ہوجائے۔ شیروانی صاحب نے حیران ہوکر بے ساختہ فرمایا کہ: حضرت! بات بالکل صاف ہوگئی۔ ۱۳۴۸ھ کا واقعہ ہے، کشمیر سے واپسی پر حضرتؒ لاہور ایک دوروز کے لیے اُترے، آسٹریلیا بلڈنگ میں قیام تھا، میزبان نے ڈاکٹر اقبال مرحوم کو بھی دعوت دی، ڈاکٹر صاحب کے سامنے حضرت شاہ صاحبؒ نے بہت سے علمی جواہرات بیان فرمائے، ان میں ایک موضوع یہ تھا کہ اُمت میں سائنس وطبعیات میں جو حیرت انگیز ترقیاں ہوئی ہیں، انبیاء علیہم السلام کے معجزات میں ان کی نظیریں موجود ہیں اور انبیاء کرام علیہم السلام کے معجزات میں یہ چیزیں قدرت نے اس لیے ظاہر کرائیں کہ یہ آئندہ اُمت کی ترقیات کے لیے تمہید ہوں اور فرمایا کہ: ''ضرب الخاتم'' میں اسی کی طرف میں نے

ارشاد فرمایا ہے۔ راقم الحروف نے حضرتؒ کی ایماء پر یاد سے وہ شعر سنائے جن میں ایک شعر یہ تھا:

وقد قیل إن المعجزات تقدم		لما یرتقی فیه الخلیفة فی مدی

میں نے محسوس کیا کہ ڈاکٹر صاحب مرحوم بے حد محظوظ ہوتے رہے۔

بارہا یہ دیکھا گیا ہے کہ کسی مصنف نے بقصدِ تقریظ لکھوانے کے لیے کوئی کتاب حضرتؒ کے سامنے پیش کی اور ظاہر ہے کسی اہم موضوع پر کوئی محقق سنجیدہ اہلِ قلم یا معیاری مصنف علمی کتب خانوں کی اس فروانی میں کیا کسر باقی رکھے گا، لیکن دیکھا یہ گیا کہ حضرتؒ سرسری نظر میں اہم ترین اصلاحات فرماکر بیش قیمت اضافہ بھی فرمادیا کرتے تھے، جس سے مصنف حیرت میں پڑ جاتا تھا۔ افسوس کہ میں اس مختصر مقالے میں اس کے نظائر پیش نہیں کرسکتا۔ راقم الحروف کی کتاب ''نفحة العنبر'' میں اس کی کچھ مثالیں ملیں گی جو امام العصرؒ کی حیات کے چند صفحے اب سے اٹھارہ بیس برس قبل راقم کے قلم سے بطور نقشِ اول نکل چکے ہیں اور اس حیرت انگیز کمال پر یہ کمال کہ جب تک کوئی شخص خود مسئلہ نہ دریافت کرے اپنی طرف سے کبھی سبقت نہ فرماتے تھے۔ درحقیقت اس حیرت ناک علمی تجربہ کے ساتھ وقار وسکون اور علم کے اس متلاطم سمندر کے ساتھ یہ خاموشی امام العصرؒ کی مستقل کرامت ہے۔

مخدوم ومحترم مولانا سید سلیمان صاحب ندوی مرحوم کا ایک بلیغ جملہ اس حقیقت کے چہرے سے پوری نقاب کشائی کرتا ہے، فرماتے ہیں:

''مرحوم کی مثال ایک ایسے سمندر کی ہے جس کی اوپر کی سطح ساکن ہو اور اندر کی گہرائیاں گراں قدر موتیوں سے معمور ہوں۔'' (معارف، غالباً جون ۱۹۳۳ء)

غرض یہ کہ حضرت امام العصر رحمۃ اللہ علیہ نے باوجود اس محیر العقول جامعیت، تبحُّر، کثرتِ معلومات، وسعتِ مطالعہ، حیرت ناک استحضار وقوتِ حفظ کے شوق سے کبھی تالیف وتصنیف کا ارادہ نہیں فرمایا اور اُمت کے دل میں یہ تڑپ رہی کہ کاش! کسی اہم کتابِ حدیث پر کوئی خدمت یادگار چھوڑ جاتے۔

حضرت مولانا بدر عالم صاحب نے ایک دفعہ عرض کیا کہ اگر جامع ترمذی وغیرہ پر کوئی شرح تالیف فرمادیتے تو پس ماندگان کے لیے سرمایہ ہوتا، غصہ میں آکر فرمانے لگے کہ: ''زندگی میں نبی کریم ﷺ کی احادیث کو پڑھا کر پیٹ پالا، کیا آپ چاہتے ہیں کہ مرنے کے بعد میری حدیث کی خدمت بکتی رہے۔'' ہاں! دینی اور کچھ علمی شدید تقاضوں کی وجہ سے چند رسائل یادگار چھوڑ گئے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ کو منظور تھا کہ علمی دنیا کچھ ان کی علمی تحقیقات وخصوصیات سے مستفید رہے۔ نیز ان کے تلامذہ واصحاب کی وساطت سے بھی اچھا خاصا اُن کے علمی کمالات کا ذخیرہ اُمت کے ہاتھ آیا۔ اس طرح یہ محققِ یگانۂ عصر حاضر، جامع الکمالات امام دنیا میں علم کا آفتاب وماہتاب بن کر چمکا۔ میرے

ناقص علم میں غیر منقسم ہندوستان کی سرزمین میں جامعیت وتبحّر کے اعتبار سے ایک حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے بعد حضرت امام العصر کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کی نظیر نہیں ملے گی۔ ہندوستان کے غیر مقلد حضرات کی چیرہ دستیوں سے تنگ آکر بھی چند رسائل کی تالیف کی نوبت آئی جن میں ’’فاتحہ خلف الامام‘‘، ’’رفع یدین‘‘، ’’مسئلہ وتر‘‘ زیرِ بحث آئے ہیں، ضمناً اور بہت سے مسائل آگئے ہیں۔ فتنۂ قادیانیت کی تردید کے سلسلہ میں چند تالیفات فرماچکے ہیں جن میں اُمتِ محمدیہ کے قطعی عقیدے ’’ختم نبوت‘‘ کی تحقیق بھی آگئی ہے جو دینِ اسلام کا مرکزی نقطہ ہے۔ اس طرح کفر وایمان کا مدار جن امور پر ہے ان کی تحقیق واضح طور سے ہوگئی۔ حیاتِ مسیح علیہ السلام کے عقیدے کی تفصیلات بھی آگئی ہیں۔ اس طرح علم کلام کے چند مشکل ترین مسائل کا فیصلہ بھی فرماچکے ہیں۔

حضرت امام العصر رحمۃ اللہ علیہ کی تالیفی خصوصیات

’’فیض الباری‘‘ کے مقدمہ، صفحہ: ۲۱ پر راقم نے لکھا تھا:

’’ومنها أنهٗ كان عني بحل المشكلات أكثر منه بتقرير الأبحاث وتكرير الألفاظ. ومنها أنهٗ كان يهمهٗ إكثار المادة في الباب دون الإكثار في بيانها وإيضاحها ...... ثم إن هذا الإيجاز في اللفظ والغزارة في المادة أصبح لهٗ دأبا في تدريسه وتاليفه وكان كما قال عليؓ: ما رأيت بليغاً قط إلا ولهٗ في القول إيجاز وفي المعاني إطالة، حكاه ابن الأثير الأديب (في المثل السائر) وكأنَّ رأيهٗ ما كشف عنه ابن النديم في الفهرست: ’’النفوس (أطال اللّٰه بقاء ک) تشرئب إلى النتائج دون المقدمات وترتاح إلى الغرض المقصود دون التطويل في العبارات‘‘ وبلغني أن حكيم الأمة الشيخ التهانوي يقول: إن جملة واحدة من كلام الشيخ ربما تحتاج في شرحها وإيضاحها إلٰى تاليف رسالة ۔‘‘

’’من جملہ حضرت شیخؒ کی خصوصیات میں سے یہ ہے کہ زیادہ تر اہتمام مشکلات کے حل کرنے کا فرماتے تھے، بحثوں کو پھیلانے اور الفاظ بار بار استعمال کرنے پر زیادہ توجہ نہیں فرماتے تھے۔ نیز یہ کوشش فرماتے تھے کہ موضوع کے متعلق مادہ زیادہ پیش کیا جائے، اس کی توضیح وتشریح کے زیادہ درپے نہیں ہوتے تھے۔ لفظوں میں اختصار اور معانی میں کثرت اُن کی طبیعت وعادت بن گئی تھی، خواہ تدریس میں ہو یا تصنیف وتالیف میں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: میں نے جب کسی بلیغ کو دیکھا تو یہ دیکھا کہ الفاظ کے اختصار کے ساتھ معانی میں تفصیل کرتا ہے۔ ابن ندیمؒ کتاب الفہرست میں لکھتے ہیں: ’’طبیعتیں نتائج کی منتظر رہتی ہیں، نہ کہ مقدمات کی اور مقاصد سے خوش ہوتی ہیں، نہ کہ صرف عبارت کی طوالت سے۔‘‘ مجھے پہنچا ہے کہ حضرت حکیم الامت مولانا تھانویؒ فرمایا کرتے کہ: ’’بسا اوقات

حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ایک جملہ کی تشریح میں ایک رسالہ کی ضرورت پڑتی ہے۔‘‘

’’یتیمة البیان مقدمة مشکلات القرآن‘‘ صفحہ:۸۳ میں اور ’’نفحة العنبر‘‘ صفحہ:۱۰۵ پر راقم الحروف نے حضرت امام العصر رحمۃ اللہ علیہ کی تالیفی خصوصیات کو وضاحت وتفصیل سے بیان کیا ہے، جس کا حاصل یہ ہے:

’’جامعیت ودقتِ نظر وسرعتِ انتقالِ ذہنی وکثرتِ آمد کی بنا پر طبیعت اختصار کی عادی بن گئی تھی۔ معلومات کی فراوانی کی وجہ سے ضمنی مضامین کثرت سے بیان فرمایا کرتے تھے۔ حدیث کے لطائف میں جب علمِ عربیت وبلاغت کے نکات کا بیان شروع ہوجاتا تھا تو ایسا محسوس ہوتا تھا کہ علم عربیت کی تحقیقات ہی شاید کتاب کا اصلی موضوع ہیں۔ مفیدترین وعمدہ ترین مآخذ سے وہ نقول پیش فرمایا کرتے جن سے محققانہ شروحِ حدیث کا دامن بھی خالی ہوتا تھا، افسوس کہ اختصار کی وجہ سے میں اس کی مثالیں پیش نہیں کرسکتا۔

اس لیے عام نگاہیں ان کی گہرائیوں تک نہیں پہنچ سکتی تھیں اور بہ مشکل عام طبیعتیں لذت اندوز ہوتی تھیں۔ حضرت کے مختصر سے مختصر رسالے کے لیے بھی سارے علوم سے نہ صرف مناسبت بلکہ مہارت ضروری ہے۔ ان تصانیف کی صحیح قدر دانی وہی عالم کرسکتا ہے کہ کسی موضوع میں ان کو مشکلات پیش آئی ہوں اور پورے متعلقات کی چھان بین کرچکا ہو اور تشفی نہ ہوئی ہو، پھر حضرت امام العصر رحمۃ اللہ علیہ کی تالیف کی غور سے مطالعہ کی توفیق ہو، اس وقت قدر شناسی وقدر دانی کی نوبت آئے گی اور حقائقِ مطلوبہ کے چہرے سے پردے ہٹتے چلے جائیں گے، خالی ذہن غیر مبتلا شخص جس کو کبھی کسی مشکل کی خلش ہی پیش نہ آئی، سطحی مضامین وشگفتہ عبارت سے مانوس ہو وہ کبھی قدر نہیں کرسکتا۔‘‘

حضرت استاذِ محترم مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی مرحوم فرماتے تھے کہ:

’’حضرت شاہ صاحبؒ کی کتاب ’’کشف الستر عن صلاة الوتر‘‘ کی قدر اس وقت ہوئی کہ اس مسئلے پر جتنا ذخیرہ حدیث کا مل سکا سب کا مطالعہ کیا، پھر رسالہ مذکورہ کو اول سے آخر تک بار بار پڑھا، اس کی صحیح قدر ہوئی۔‘‘

اب میں اس مختصر تمہیدی مضمون کو امام مسروق بن الاجدع رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۶۳ھ کے ایک تاریخی کلام پر ختم کرتا ہوں جس کو امامِ تاریخ ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ’’الطبقات‘‘ میں ذکر کیا ہے، طبقات ابن سعد (جلد:۲، ص:۱۱۵) باسنادِ صحیح‘ مسروق سے روایت ہے، مسروق رحمۃ اللہ علیہ کوفہ کے کبار تابعین میں سے ہیں، مخضرم ہیں، یعنی عہدِ نبوت کو پاچکے ہیں، فرماتے ہیں:

’’لقد جالست أصحابَ محمد صلی اللّٰه علیه وسلم فوجدتُهم کالإخاذ فالإخاذ یروی الرجلَ، والإخاذ یروی الرجلین والإخاذ یروی العشرةَ والإخاذ یروی المائةَ والإخاذ لو نزل به أهلُ الارض لأصدرهم ، وجدت عبد اللّٰه رضی اللّٰه عنہ بن مسعود من ذلک الإخاذ ۔‘‘

’’نبی کریم ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مثال تالابوں وحوضوں جیسی ہے، یعنی چھوٹا وبڑا کوئی تالاب ایک آدمی کی سیرابی کے لیے ہوتا ہے، کوئی دو کے لیے، کوئی دس کے لیے اور بعض ایسے تالاب ہیں اگر روئے زمین والے سب پینے کے لیے آئیں تو سب سیر ہوکر جائیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی مثال اسی تالاب کی ہے۔‘‘

راقم الحروف کہتا ہے کہ علماء امت کی مثال بھی یہی ہے اور حضرت امام العصر شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی مثال عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی ہے کہ ان کا وجود بامسعود پوری اُمت کی سیرابی کے لیے کافی تھا۔

اب ان تصانیف کی فہرست پیش کرتا ہوں جو حضرت اپنے قلم حقیقت رقم سے تالیف فرماچکے ہیں:

امام العصر رحمۃ اللہ علیہ کی تالیف

۱:......عقیدة الإسلام فی حیاة عیسیٰ علیہ السلام

یہ کتاب ۲۲۰ صفحات پر مشتمل ہے، عقیدۂ حیاتِ مسیح علیہ السلام کے بارے میں قرآن کریم کی کیا ہدایات ہیں اس کی تفصیل ہے، اس میں احادیث کا استقصاء واستیفاء نہیں کیا گیا ہے، بقدرِ ضرورت ضمناً احادیث کا ذکر ہے، اس لیے اس کا دوسرا نام ہے: ’’حیات المسیح بمتن القرآن والحدیث الصحیح‘‘۔ ضمنی مسائل کی تحقیقات کئی آگئی ہیں: عقیدہ حدوثِ عالم، عقیدہ ختم نبوت، کنایۂ حقیقت ہے یا مجاز؟! ذوالقرنین ویاجوج ماجوج کی تحقیق، سدِ ذی القرنین کی تعیین وغیرہ وغیرہ۔ حضرت شیخ عثمانی مرحوم فرمایا کرتے تھے کہ: ’’یہ کتاب حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی سب کتابوں میں واضح ومفصل وشگفتہ ہے۔‘‘

۲:......تحیة الإسلام فی حیاةِ عیسیٰ علیہ السلام

یہ کتاب ۱۵۰ صفحات کی ہے۔ ’’عقیدة الإسلام‘‘ کی تعلیقات اور اس پر اضافات ہیں، ادب وبلاغت کی عجیب وغریب ضمنی تحقیقات آگئی ہیں۔

۳:......التصریح بما تواتر فی نزول المسیح علیہ السلام

نزولِ مسیح علیہ السلام کے متعلق احادیث وآثارِ صحابہؓ کو اس میں بہت تفتیش ودیدہ ریزی سے جمع

کیا گیا ہے، جن کی تعداد تقریباً سو تک پہنچ جاتی ہے۔ مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا اس پر ایک نفیس مقدمہ بھی ہے۔

۴: ......إکفار الملحدین فی ضروریات الدین

۱۲۸ صفحہ کا ایک عجیب وغریب رسالہ ہے جس میں کفر وایمان کی اصل حقیقت پر روشنی ڈالی گئی اور اُصولی طور پر بحث کی گئی ہے کہ مدارِ ایمان کیا کیا اُمور ہیں اور کن عقائد واعمال کے انکار سے کفر لازم آتا ہے، کسی قسم کے عقائد میں تاویل کرنا بھی موجبِ کفر ہے!!۔

اسی موضوع پر اُمت میں سب سے پہلے امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے قلم اٹھایا تھا، ''**فیصل التفرقة بین الاسلام والزندقة**'' ان کا رسالہ مصر وہندوستان میں عرصہ ہوا کہ شائع ہو چکا ہے، اس رسالہ کی عمدہ تحقیقات حضرت شیخ نے چند سطروں میں نقل فرمائی ہیں۔ عصرِ حاضر میں یہ ایک اہم ترین خدمت تھی، وہ حضرتؒ نے پوری فرمادی، اس پر سارے علماء دیوبند کی رائیں اس لیے لکھوادی ہیں، تاکہ اہلِ حق کی جماعت میں اس اہم ترین مسئلہ میں کوئی اختلاف باقی نہ رہے۔

۵: ......خاتم النبیین ﷺ

یہ عقیدۂ ''ختم نبوت'' میں عجیب رسالہ ہے جو ۶۶ صفحات پر پھیل گیا ہے، فارسی زبان میں ہے، لیکن دقیق، حضرتؒ کا خاص اُسلوب، علمی کمالات اور وہبی علوم کے نمونے پورے طور جلوہ آراء ہیں۔ حضرت مولانا سید سلیمان صاحبؒ نے بھی ایک دفعہ ایک مکتوب میں تحریر فرمایا تھا کہ: ''بہت دقیق ہے، عام لوگ نہیں سمجھ سکتے۔''

۶: ......فصل الخطاب فی مسئلة أم الکتاب

مسئلہ ''فاتحہ خلف الامام'' جو عہدِ صحابہؓ سے لے کر آج تک معرکۃ الآراء موضوع رہا ہے، اس پر ۱۰۶ صفحات کا محققانہ رسالہ ہے۔ حدیثِ عبادہؓ بروایت محمد بن اسحاق کی عجیب وغریب تحقیق کی گئی۔ بڑی تدقیق کے ساتھ اس اہم موضوع کا حق ادا کردیا گیا ہے۔ لفظ ''**فصاعدا**'' کی تحقیق میں ۱۲، ۱۳ صفحات پر مشتمل دقیق ترین مضمون آ گیا ہے۔ یہ مضمون چونکہ عام دسترس سے بالکل باہر تھا، راقم الحروف نے اپنی کتاب ''معارف السنن'' شرح ترمذی (مخطوط) میں اس کی جدید اسلوبِ عصری سے تحلیل تشریح کی ہے اور شگفتہ عربی میں اس کی تسہیل کی کوشش کی ہے۔

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثانی مرحوم کو ڈابھیل میں جب یہ مضمون سنایا تو بہت محظوظ

ہوئے اور بے ساختہ فرمایا کہ:

’’حق تعالیٰ جزاءِ خیر عطا فرمائے کہ اس مشکل ترین، دقیق وغامض مضمون کی ایسی افصاح کی کہ شاید مقدور میں اس سے زیادہ ممکن نہیں ہے۔‘‘

۷: ......خاتمة الخطاب فی فاتحة الکتاب

مسئلۂ فاتحہ خلف الامام پر فارسی زبان میں لطیف رسالہ ہے اور بلا مراجعتِ کتاب دو روز میں محرم ۱۳۲۰ھ میں تالیف فرمایا ہے، مسئلہ پر جدید انداز میں استدلال ہے۔ حضرت مولانا شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کی اس پر تقریظ بھی ہے، حضرت شیخ نے دقتِ نظر کی خوب داد دی ہے۔

۸: ......نیل الفرقدین فی مسئلة رفع الیدین

۱۴۵ ر صفحات پر مشتمل ہے۔ مسئلہ خلافیۂ نماز میں رکوع سے پہلے اور بعد میں ہاتھوں کو اُٹھانے کے موضوع پر نہایت عجیب انداز میں تحقیق فرمائی ہے اور نہایت انصاف سے محققانہ انداز میں یہ ثابت فرمایا ہے کہ مسئلہ میں اختلاف عہد صحابہؓ سے ہے اور اس میں اولویت کا اختلاف ہے، جائز ناجائز کا اختلاف نہیں۔ ضمنی طور پر بہت نفیس مباحث آ گئے ہیں۔

۹: ......بسط الیدین لنیل الفرقدین

سابق الذکر موضوع پر ۶۴ ر صفحہ کا رسالہ ہے، یہ رسالہ سابق ’’نیل الفرقدین‘‘ کا تکملہ ہے، اس موضوع پر قدماء محدثین سے لے کر متأخرین اور عصر حاضر تک بہت کچھ خامہ فرسائی ہو چکی ہے، اس پائے مال موضوع پر ایسے محققانہ اسلوب میں جدید استدلالات، دقیق استنباطات پیش کرنا یہ حضرت شاہ صاحبؒ ہی کا حصہ ہے۔ الشیخ الامام محمد زاہد الکوثریؒ اپنی کتاب ’’تأنیب الخطیب فیماساقهٗ فی ترجمة أبی حنیفةؒ من الأکاذیب‘‘ ص:۸۴ میں رقم طراز ہیں:

’’وهذا البحث أی رفع الیدین طویل الذیل أُلفت فیه کتب خاصة من الجانبین ومن أحسن ما ألف فی هذا الباب نیل الفرقدین وبسط الیدین کلاهما لمولانا العلامة الحبر البحر محمد أنور شاہ الکشمیری وهو جمع فی کتابیه اللبابَ، فشفی وکفی۔‘‘

’’رفع الیدین کے موضوع پر جانبین سے مخصوص کتابیں لکھی گئی ہیں، لیکن اس موضوع کی بہترین کتابیں علامہ مولانا محمد انور شاہ کشمیریؒ کی دو کتابیں ہیں: نیل الفرقدین وبسط الیدین، جن میں سارا لب لباب آ گیا ہے اور یہ شافی وکافی ہے۔‘‘

درحقیقت صحیح قدر دانی ایسے محققین ہی کر سکتے ہیں۔

۱۰:......کشف الستر عن صلاۃ الوتر

مسئلہ ’’وتر‘‘ کے بارے میں ہے۔ اُمت میں جو اختلافات چلے آئے ہیں، کل خلافیات سولہ سترہ تک پہنچ جاتے ہیں، ان میں جو مشکل ترین وجوہ ہیں ان کی ایسی تحقیق وفیصلہ کن تدقیق فرمائی ہے کہ کسی منصف مزاج کو مجالِ انکار باقی نہیں رہتا۔ رسالہ ۹۸ صفحوں میں تمام ہوا۔ دوسرے ایڈیشن میں بمقدار ایک ثلث تعلیقات کا اضافہ فرمایا ہے۔ مسئلہ آمین بالجہر، وضع الیدین علی الصدور وغیرہ مسائل کی تشفی کن تحقیق فرمائی گئی ہے۔ شروع میں خطبہ کے بعد ایک فصیح وبلیغ عربی کا قصیدہ جو نہایت ہی مؤثر اور رقت انگیز ہے، ہر حیثیت سے قابلِ دید ہے۔

۱۱:......ضرب الخاتم علی حدوث العالم

’’حدوثِ عالم‘‘ علم کلام وفلسفہ کا معرکۃ الآراء موضوع ہے۔ متکلمین وفلاسفۂ اسلام نے سیر حاصل بحثیں کی ہیں۔ مستقل رسائل کا موضوعِ بحث رہا ہے۔ شیخ جلال الدین دوانیؒ نے بھی اس پر ایک رسالہ ’’الزوراء‘‘ کے نام سے تصنیف کیا ہے۔ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے اس سنگلاخ وادی میں قدم رکھا ہے اور الٰہیات وطبعیات اور قدیم وجدید فلسفہ کی رو سے اتنی کثرت سے دلائل وبراہین قائم کیے ہیں کہ عقل حیران رہ جاتی ہے اور ’’حدوثِ عالم‘‘ کا مسئلہ نہ صرف یقینی بلکہ بدیہی بن جاتا ہے، لیکن افسوس کہ حضرتؒ نے ان براہین ودلائل وشواہد کو چار سو شعر میں منظوم پیش کیا ہے۔ ظاہر ہے کہ شعر کا دامن تفصیلات سے خالی رہتا ہے، لیکن اس کے ایضاح وحل کے لیے ہزاروں حوالے کتبِ متعلقہ کے دے دیئے گئے، جن میں صدر شیرازی کی ’’اسفارِ اربعہ‘‘، فرید وجدی بستانی کے ’’دائرۃ المعارف‘‘ خصوصیت رکھتے ہیں۔ راقم الحروف نے حضرتؒ کے حکم سے متعلقہ حوالہ جات تقریباً ایک سو صفحات میں بڑی عرق ریزی سے جمع کیے تھے، جس سے حضرت بے حد مسرور تھے اور میری اس ناچیز خدمت کو ایک دفعہ مولانا حبیب الرحمٰن خان شیروانی کے سامنے بہت سراہا تھا۔ فرماتے تھے کہ: اصل موضوع تو ’’اثباتِ باری‘‘ تھا، لیکن عنوان میں ایک قسم کی شناعت تھی، اس لیے ’’حدوثِ عالم‘‘ کا عنوان تجویز کیا اور آخر میں دونوں کا مفاد ایک نکلتا ہے۔

۱۲:......مرقاۃ الطارم لحدوث العالم

سابق الذکر موضوع پر ۶۲ صفحات میں رسالہ ہے، رسالہ کیا ہے دریا کو کوزے میں بند کردیا ہے۔ اس رسالہ میں ادلہ وبراہین کے استقصاء کا ارادہ نہیں فرمایا، بلکہ یہ ’’ضرب الخاتم‘‘ کے لیے

مقدمات وتشریح وتفسیر کا کام دیتا ہے۔ نظائر وشواہد موضوع پر اتنے پیش کیے ہیں کہ عقلی برہان سے پہلے ذوق ووجدان فیصلہ کر لیتا ہے۔ ترکی کے سابق شیخ الاسلام مصطفیٰ صبری جو قاہرہ میں جلاوطنی کے بعد مقیم تھے اور ردِ مادیّین ودہریّین میں نہایت ہی متخصص جلیل القدر عالم تھے، ترکی وعربی میں اس موضوع پر متعدد کتابیں تالیف فرما چکے تھے۔ ۱۳۵۷ھ مطابق ۱۹۳۰ء میں یہ رسالہ اُن کو راقم الحروف نے دیا تھا۔ مطالعہ فرمانے کے بعد اتنے متأثر ہوئے اور فرمایا کہ: ''میں نہیں جانتا تھا کہ فلسفہ وکلام کے دقائق کا اس انداز سے سمجھنے والا اب بھی کوئی دنیا میں زندہ ہے۔'' اور پھر فرمایا:

''إنی أفضِّل هذه الوریقات علی جمیع المادة الذاخرة فی هذا الموضوع وإنی أفضلها علی هذه الأسفار الأربعة للصدر الشیرازی۔''

''یعنی جتنا کچھ آج تک اس موضوع پر لکھا جا چکا ہے، اس رسالہ کو اس سب پر ترجیح دیتا ہوں اور اس اسفارِ اربعہ (جو آپ کے سامنے رکھی ہوئی تھی) اتنی بڑی کتاب پر اس رسالہ کو ترجیح دیتا ہوں۔''

وہ اس وقت ''القول الفیصل'' کے نام سے ردِ دہریّین میں ایک مبسوط کتاب تالیف فرما رہے تھے۔ اس میں اس رسالہ سے بہت نقول لیے اور اس کتاب میں اس رسالہ کی بڑی تعریف کی، ایک حصہ اس کا طبع ہو چکا ہے، نہ معلوم یہ عبارت اس حصہ میں آ گئی یا نہیں۔ ضمناً اس رسالہ میں کلام وتصوف، الٰہیات وطبعیات کے بہت سے حقائق کا فیصلہ فرمایا گیا ہے۔

۱۳:......ازالۃالرین فی الذبِّ عن قرۃ العینین

حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور کتاب ''قرة العینین فی تفضیل الشیخین رضی اللہ عنہما'' کا حیدرآباد دکن میں کسی شیعی مزاج عالم نے رد لکھا تھا۔ حضرت امام العصر رحمۃ اللہ علیہ نے شاہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تائید میں اس کی تردید لکھی۔ نہایت عمدہ کتاب ہے، ۱۹۶ صفحات میں پھیل گئی ہے۔ اس میں ''قال المولی المؤلف'' کہہ کر شاہ دہلویؒ کی عبارت نقل فرماتے ہیں۔ ''قال المعترض'' سے تردید کرنے والے کی عبارت اور ''أقول'' سے اس کی تردید فرماتے ہیں۔ اس کتاب کا ایک نسخہ مجھے کشمیر میں ملا تھا، ابتداء سے ۸ صفحے غائب ہیں، اس لیے نام مجھے نہ معلوم ہو سکا اور سوءِ اتفاق سے حضرت شیخ سے پوچھنے کی نوبت نہ آئی۔ ''إزالة الرین'' میرا تجویز شدہ نام برائے نام ہے۔

۱۴:......''سهم الغیب فی کبد أهل الریب'' تاریخی نام: ''قسيّ سهم الغیب''

ہندوستان کی سرزمین جہاں بدقسمتی سے بہت سی بدعات اور عقائدِ شرکیہ بعض سادہ لوح

مسلمانوں میں رائج ہوگئے ہیں، ایک ان میں سے ''علم غیب'' کا عقیدہ ہے اور سید احمد رضا خان صاحب بریلوی اور اُن کے اَتباع نے اس کو علمی رنگ میں پیش کیا اور ایک عرصہ تک ہندوستان میں یہ موضوعِ بحث رہا۔ ایک شخص بریلوی نے اس میں ایک رسالہ لکھا اور اہلِ حق کے مسلک کے خلاف اپنے نامۂ عمل اور نامۂ قرطاس کو سیاہ کیا، اور اپنا نام عبدالحمید دہلوی ظاہر کیا۔ حضرت شیخ کا قیام اس زمانہ میں دہلی میں تھا، آپ نے جواب ترکی بہ ترکی عبدالحمید بریلوی کے نام منسوب کرکے اس کا جواب شائع فرمایا۔ رسالہ کے آخر میں حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی اور مولانا شیخ الہند محمود الحسن دیوبندی رحمہما اللہ کے مناقب میں عربی میں ایک قصیدہ ہے۔ رسالہ کی زبان حضرت شیخ کے عام تصنیفی مذاق کے خلاف اُردو ہے۔ یہ چودہ تصانیف تو امام العصر شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی وہ ہیں کہ اپنے قلم سے تالیف فرما چکے ہیں۔

امام العصر حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی دوسری قسم کی مصنفات

دوسری قسم کی وہ تصنیفات ہیں کہ آپ کی یادداشتوں سے مرتب کی گئی ہیں، اس کا ذکر کرنا بھی میرے خیال میں ضروری ہے:

۱:......مشکلات القرآن

قرآن کریم کی جن آیاتِ کریمہ کو مشکل خیال فرمایا تھا، خواہ وہ اشکال تاریخی اعتبار سے ہو یا کلامی حیثیت سے، سائنس کی رو سے ہو یا کسی عقلی پہلو سے یا علوم عربیت و بلاغت کی جہت سے ہو اُن پر یادداشت مرتب فرمائی تھی، اگر کہیں اس پر عمدہ بحث کی گئی ہے، اس کو نقل فرمایا، یا حوالہ دیا، اور نہیں تو خود وغور وفکر کے بعد جو حل سانح ہوا تحریر میں لایا گیا۔ یہ یادداشت بشکلِ مسودات مختلف اوراق میں موجود تھی۔ مجلس علمی ڈابھیل نے مرتب کرکے اُسے شائع کیا اور راقم الحروف نے مجلسِ علمی کی خواہش پر ''یتیمة البیان'' کے نام سے ۴۰ صفحہ کا اس کا مبسوط مقدمہ لکھا ہے۔ اصل کتاب ۲۸۷ صفحات پر ختم ہوئی۔ قرآنی علوم اور قرآنی معارف کا نہایت بیش قیمت گنجینہ ہے، اگر جدید اسلوب میں اس کو پھیلایا گیا تو ایک ہزار صفحات میں کہیں جاکر کتاب ختم ہوگی۔ بعد میں معلوم ہوا کہ قرآن کریم کے متعلق کچھ اور مسودات بھی نکل آئے تھے، جن کی زیورِ طبع سے آراستہ ہونے کی نوبت ابھی نہیں آئی۔

۲:......خزینة الأسرار

یہ ایک رسالہ ہے جس میں کچھ اَوْرَاد واَدْعِیہ، کچھ مجربات واذکار وغیرہ جمع کیے گئے ہیں۔ یہ سب علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''حیاة الحیوان'' کے اقتباسات ہیں۔ کہیں کہیں حضرت شاہ

کی طرف سے اضافات بھی ہیں۔ یہ رسالہ حضرت کے قدیمی مسودات جو کشمیر میں تھے ان میں دستیاب ہوا تھا۔ مجلس علمی ڈابھیل نے اس نام سے شائع کیا۔

۳:......فیض الباری بشرح صحیح البخاری

یہ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے درسِ صحیح بخاری کی املائی شرح ہے، جس کو حضرت مولانا بدر عالم میرٹھی مہاجر مدینہ رحمۃ اللہ علیہ نے کئی سال کی محنت وعرق ریزی کے بعد فصیح وبلیغ عربی زبان میں مرتب کیا ہے۔ یہ حضرت امام العصر رحمۃ اللہ علیہ کے علوم وکمالات کی سچی تصویر پیش کرتی ہے، جہاں حافظ شیخ الاسلام بدر الدین عینی اور قاضی القضاۃ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ جیسے بلند پایہ محقق شارحین عاجز آ گئے ہیں، وہاں شیخ کے خصائص وکمالات جلوہ آراء نظر آئیں گے۔ زیادہ تر اعتناء انہی معارفِ حدیث کا کیا گیا، جہاں شارحین ساکت نظر آتے ہیں۔ حضرت شیخ کے آخری عمر کے مجرب علوم واذ واق، خصوصی احساسات وعلمی خصوصیات دقتِ نظر وتحقیقی معیار کے نمونے' اہل علم ویارانِ نکتہ داں کے لیے صلائے عام دے رہے ہیں۔ یہ چار ضخیم جلد کا بحرِ بےکراں مصر میں آب وتاب سے شائع ہوا ہے۔ قرآن وحدیث، فلسفہ وکلام ومعانی وبلاغت وغیرہ کے نہایت بیش بہا ابحاث سے مالا مال ہے۔ اس پر راقم الحروف اور حضرت جامع ومرتب کے قلم سے دو مبسوط مقدمے ہیں۔ ۸۰ر صفحات پر مشتمل ہیں، عام عبارت نہایت شگفتہ وسلیس ہے۔ بعض بعض مقامات میں خاصی ادبی لطافت ہے۔

۴:......العرف الشذی بشرح جامع الترمذی

یہ حضرت شاہ صاحبؒ کی درسِ جامع ترمذی کی املائی شرح ہے، جس کو جناب مولانا محمد چراغ صاحبؒ ساکن ضلع گجرات نے بوقتِ درس قلم بند کیا ہے اور زیورِ طبع سے آراستہ ہوچکی ہے اور اس کا دوسرا ایڈیشن بھی شائع ہوا ہے۔ جامع ترمذی کے مشکلاتِ احادیثِ احکام پر محققانہ کلام، ہر موضوع پر عمدہ ترین کبارِ اُمت کے نقول اور حضرت کی خصوصی تحقیقات کا ذخیرہ ہے۔ طلبۂ حدیث اور اساتذۂ حدیث پر عموماً اور جامع ترمذی کے پڑھانے والوں پر خصوصاً اس کتاب کا بڑا احسان ہے۔

۵:......أنوار المحمود فی شرح سنن أبی داود

یہ سنن ابی داؤد کے درس کی املائی تقریر وشرح ہے، جس کو مولانا محمد صدیق صاحب نجیب آبادی مرحوم نے جمع کر کے شائع کیا ہے۔ کل دو جلدوں میں ہے۔ مرتب جامع نے بہت سی کتابوں کی اصلی نقول کو مراجعت کر کے لفظ بلفظ درج کر دیا ہے۔ کتاب کے تسمیہ میں حضرت شاہ صاحبؒ اور ان

کے شیخ حضرت شیخ الہندؒ کے نام کی تلمیح کی گئی ہے۔

۶: ......صحیح مسلم کی املائی شرح

سنا ہے کہ ہمارے محترم دوست فاضل گرامی جناب مولانا مناظر احسن صاحب گیلانی نے صحیح مسلم کے درس کی تقریر قلم بند فرمائی تھی، یہ اب تک نہ طبع ہوئی، نہ راقم الحروف کو دیکھنے کا شرف حاصل ہوا ہے۔

۷: ......حاشیہ سنن ابن ماجہ

جناب محترم مولانا سید محمد ادریس سکروڈوی سے سنا تھا کہ آپ نے سنن ابن ماجہ پر کتاب کے حواشی وہوامش پر تعلیقات اپنے قلم سے لکھی تھیں۔ راقم الحروف کو اس کے دیکھنے کا اتفاق نہیں ہوا۔ یوں تو حضرت نے جن کتابوں پر تعلیقات لکھی ہیں، اگر استقصاء کیا جائے تو متعدد کتابیں نکل آئیں گی۔

''الأشباه والنظائر'' جو ابن نجیم کی فقہ میں مشہور کتاب ہے، اس پر تعلیقات حضرتؒ کے قلم سے خود میں نے کشمیر میں دیکھی ہیں۔

یہ کل اکیس کتابیں ہوئیں، جن سے حضرت امام العصر رحمۃ اللہ علیہ کے کمالات کے کچھ پہلو نمایاں ہوسکتے ہیں۔ کتاب کی پوری حقیقت اس وقت منکشف ہوتی کہ کتاب کے مضامین یا خصوصیات کا واضح تعارف کراتا اور جن مشکل ابحاث میں حضرتؒ کے کمالات نظر آرہے ہیں ان کی تفصیلات سامنے آتیں، لیکن ظاہر ہے کہ یہ کسی مقالے کے لیے موزوں نہیں، تفصیلی تبصرہ اور علوم ومعارف کے نمونے پیش کرنے کے لیے ایک مستقل تالیف کی ضرورت ہے۔

راقم الحروف کی کتاب ''نفحة العنبر'' میں جو حضرتؒ کی حیات طیبہ کے چند صفحے ہیں، اس میں کچھ تفصیلات ناظرین کو ہاتھ آئیں گی۔ تالیفات کے متعلق جو کچھ وہاں لکھا ہے اگر اس کی تشریح ہی کی جائے تو اس مقالہ سے کہیں زیادہ ہوگا۔ اس وقت بہت عجلت وارتجال میں چند سطریں لکھنے کی توفیق ہوئی۔ حضرت امام العصر رحمۃ اللہ علیہ کے کمالات کا کوئی گوشہ بھی لیا جائے تو تفصیل کے لیے داستان کی ضرورت ہے اور جی چاہتا ہے کہ قلم اپنی جولانیاں دکھلاتا رہے:

مدحتُک جهدی بالذی أنت أهله		فقصر عما صالح فیک من جهدی

میں نے چاہا کہ جس تعریف کے مستحق ہیں، اتنی تعریف کرسکوں، لیکن میری کوشش ناکام رہی۔

فما کل مافیه من الخیر قلتُهٗ		ولا کل مافیه یقول الذی بعدی

جو کمالات ان میں ہیں نہ میں کہہ سکا اور نہ میرے بعد آنے والا کہہ سکے گا۔

..... ❁ ..... ❁ ..... ❁ .....